

سلسلہ  
موعظ حسنہ  
نمبر ۷۲

جزیرہ ری یونین کا ایک عظیم الشان وعظ

# نگاہِ نبوت میں محبت کا مقام

عارف باللہ حضرت اقدس  
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتاب خانہ رضوی

گلشن اقبال کراچی پاکستان



# فہرست

صفحہ	عنوان
۵	صحبت اہل اللہ کی اہمیت
۵	عورتوں کے لیے معیت صادقین کا طریقہ
۸	گناہ چھوڑنے کا مجاہدہ اصل مجاہدہ ہے
۹	پردہ مرد و عورت دونوں پر واجب ہے
۱۱	اولیاء اللہ کا میٹیریل
۱۲	اصلاح صرف زندہ شیخ سے ہوتی ہے
۱۳	شیخ اس کو بناؤ جس سے مناسبت ہو
۱۴	گناہوں سے بچنے کی ہمت صحبت صالحین سے ملتی ہے
۱۵	دعائے سفر کی عجیب و غریب تشریح
۱۶	اچھی اور بری صحبت کے اثرات
۱۶	کفار سے ترکِ موالیات
۱۹	ایک جھوٹے نبی کا واقعہ
۲۱	حضرت وحشی کے اسلام کا واقعہ
۲۴	بندوں سے اللہ کی محبت کے معنی
۲۶	بندوں پر اللہ کی محبت کے آثار
۲۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں محبت کا مقام
۲۹	بزرگی کا معیار
۳۰	عالم کا سونا عبادت کیوں ہے؟
۳۳	شیخ سے استفادہ بیان پر موقوف نہیں
۳۳	شیخ سے والہانہ تعلق کی مثال
۳۵	مجالس اہل اللہ کی اہمیت

## ﴿ ضروری تفصیل ﴾

- نامِ وعظ: نگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت کا مقام
- نامِ واعظ: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
- دام ظلّٰہم علینا الی مائة و عشرين سنة
- تاریخِ وعظ: ۲۳ اگست ۱۹۹۳ء دوشنبہ
- وقت: بعدِ عشاء ۹ بجے شب
- مقام: خانقاہِ ری یونین سینٹ پیٹر، جزیرہ ری یونین
- موضوع: اللہ و رسول سے محبت کی اہمیت
- مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میر صاحب)
- کمپوزنگ: سید عظیم الحق اے جے ۶۷/۳، مسلم لیگ ہاؤس، ناظم آباد نمبر ۱۔ ۶۶۸۹۳۰۰
- اشاعتِ اوّل: رجب ۱۴۲۹ھ
- تعداد: ۱۰۰۰
- ناشر: کُتُبُ خانہ مَظہرِی
- گلشنِ اقبال - ۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نگاہ نبوت میں محبت کا مقام

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَّا بَعْدُ  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

### صحبت اہل اللہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں کو جو تعلق عطا فرماتے ہیں وہ تعلق خاص موقوف ہے صحبت پر۔ کوئی کتنا ہی علامہ اور قابل ہو لیکن اگر اس کو اہل اللہ کی صحبت نہ ملے تو اہل اللہ نہیں ہو سکتا۔ علم کے باوجود کہیں نہ کہیں نفس کی شرارت داخل ہو جائے گی، اس لیے دین کو اللہ تعالیٰ نے صحبت پر موقوف رکھا ہے۔ ایک لاکھ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک لاکھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بھی پیدا ہو جائیں لیکن قیامت تک صحابی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب اور بلب جتنے کروڑ ملین پاور کا تھا اب اس پاور کا کوئی بلب دنیا میں قیامت تک نہیں مل سکتا لہذا اب کوئی صحابی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمارے اکابر کا یہ جو سلسلہ ہے کہ مختلف شہروں میں اور ملکوں میں جانا، کچھ دن وہاں قیام کرنا مجالس کرنا یہ حقیقت میں اسی صحبت پر عمل ہے۔

### عورتوں کے لیے معیت صادقین کا طریقہ

اسی بہانہ سے مستورات کو پردوں سے آواز تو پہنچتی ہے یہ بھی ایک قسم

کی صحبت ان کو حاصل ہے۔ یعنی مرد کا مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ نبی کو دیکھ لے تو صحابی ہو گیا، اگر اندھا ہے تو نبی اس کو دیکھ لے تو بھی صحابی ہو گیا حالانکہ اس نے خود نہیں دیکھا جیسے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے کہاں دیکھا تھا ناپینا تھے لیکن حالت ایمان میں اگر خود نہ بھی دیکھ سکے لیکن نبی اس کو دیکھ لے تو وہ بھی صحابی ہو جاتا ہے۔ عورتیں اگرچہ اپنے شیخ کو نہ دیکھیں کیونکہ ان کے لیے پردہ کا حکم ہے لیکن شیخ کی آواز سن لیں اور اس مجلس میں ان کا موجود رہنا یہی ان کا صحبت یافتہ ہو جانا ہے۔ اس لیے وہ بھی صحابیات ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی بغیر دیکھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ نبوت کی سماعت کی، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدِ نبوت پایا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن لی۔ نہ نبی نے ان کو دیکھا نہ انہوں نے نبی کو دیکھا لیکن وہ صحابیات ہیں یا نہیں؟ تو یہ صحبت کا طریقہ جو ہمارے اکابر کا چلا آرہا ہے، یہ میرا سفر ری یونین اور مولانا داؤد کا یہ سب انتظام کرنا خانقاہ وغیرہ کا سب کا حاصل صحبت ہے کہ اپنے بزرگوں کی صحبت مل جائے، اکابر کی صحبت مل جائے، اگر اکابر نہ ہوں تو ان کے صحبت یافتہ کی صحبت بھی کافی ہے۔ اگر دہلی کے حکیم اجمل خان اب زندہ نہیں ہیں لیکن اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ فلاں صاحب دس سال حکیم اجمل خان کے ساتھ رہے ہیں تو آپ ان پر بھی اعتماد کرتے ہیں۔ بس یہی مسئلہ ہے، اب ظاہر بات ہے کہ اکابر تو چلے گئے لہذا ان کے صحبت یافتہ کی صحبت بھی مل جائے تو اس کو غنیمت سمجھو اور اس کی برکت ایسی ہوتی ہے کہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہما ان دونوں کے ہاتھوں پر دو خواتین بیعت ہوئیں جو پہلے بہت گنہگار زندگی گذارتی تھیں اور بیعت ہوئیں کپڑے سے، پردہ سے انہوں نے انہیں نہیں دیکھا۔ لیکن ان کی باتیں سنتی رہیں، نصیحتیں سنتی رہیں یہاں تک کہ جب جہاد کا ان بزرگوں نے اعلان کر دیا کہ بھئی اب چلنا

ہے بالا کوٹ اور سکھوں سے جہاد کرنا ہے، تو جب حضرت سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید چلے تو یہ دونوں رونے لگیں کہ ہم کو تو بہ کرا کر آپ کہاں جا رہے ہیں اب ہم کس سے دین سیکھیں گی؟ لہذا ہمیں بھی لے چلو تو سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید نے فرمایا کہ تم لوگ کیا کرو گی وہاں چل کر؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے شوہروں کے ساتھ جائیں گی اور میدانِ جہاد کے پہاڑوں کے دامن میں جہاں ہمارا خیمہ ہوگا رات بھر مجاہدین کے گھوڑوں کے لیے چنا دلیں گی، چکی چلائیں گی جبکہ یہ پہلے بہت مالدار تھیں، پھولوں پر سونے والی، لہذا جب جہاد شروع ہوا تو بالا کوٹ کے پہاڑوں کے دامن میں ان کے خیمے لگے، رات بھر چکی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے، کیونکہ یہ کام کبھی کیا نہ تھا، دلی کے ایک آدمی نے پوچھا کہ اے میری بہنو! میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں، آپ لوگ پہلے بہت مالدار تھیں پھولوں پر سونے والی تھیں نوکر چاکر تھے، اور تمہاری زندگی آزادی کی تھی، نہ روزہ نہ نماز گنہگار زندگی تھی، کیا تم کو اب اس میں مزہ آرہا ہے کہ پھولوں کے بجائے بالا کوٹ کی کنکریوں پر سو رہی ہو، اور ہاتھوں میں بجائے پلاؤ بریانیوں کے چھالے پڑ گئے ہیں تو ان دونوں نے جو کہا اور اس کو مجھے سنایا حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میں وہ الفاظ نقل کرتا ہوں، حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے شیخ ہیں مگر مشائخِ چشتیہ کے بھی شیخ ہیں، ہمارے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب نے بھی ان کو اپنا شیخ بنایا تھا۔ تو بطورِ نعمت کے عرض کرتا ہوں کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ ہیں، اور بارہ سال تک اپنے شیخ کی صحبت میں رہے ہیں، سر سے پیر تک عشقِ الہی کی آگ بھری ہوئی تھی۔ ان کی صحبت میں تین سال رہا ہوں۔ جب میں سولہ سال کا تھا تو تین برس تک روزانہ مسلسل ان کی

صحبت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔ عصر تک تو میں کالج میں حکمت پڑھتا تھا، عصر کے بعد رات گیارہ بجے تک حضرت کی صحبت میں بیٹھتا تھا۔ تو میں نقشبندی بزرگوں کا بھی صحبت یافتہ ہوں اور صرف صحبت یافتہ ہی نہیں بلکہ مجاز بیعت بھی۔ حضرت نے مجھ کو اور میرے شیخ کے داماد حکیم کلیم اللہ صاحب کو مجاز بیعت بنایا ہے۔ مولانا کے حالات بھی چھپ کے آئے ہیں۔ اس میں اس فقیر کا بھی مجازین میں تذکرہ ہے۔

تو حضرت نے جو مجھ کو سنایا وہ میں آپ کو سنارہا ہوں کہ جب ان دو عورتوں سے مجاہدین میں سے کسی نے پوچھا کہ میری بہنو! تم کو یہاں کنکریوں پر سونے کو مل رہا ہے اور تم دلی کے مالدار گھرانے کی ہو، اور رات بھر چکی چلانے سے تمہارے ہاتھوں میں چھالے پڑے ہوئے ہیں تو یہ زندگی تم کو مزیدار معلوم ہوتی ہے یا دلی میں جو عیش کی تھی، غفلت کی تھی؟ ان دونوں نے جو جواب دیا وہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے مجھ کو سنایا، ان دونوں نے یہ کہا کہ سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید ان دو بزرگوں کے ہاتھوں پر جب سے ہم بیعت ہوئے اور پردہ کے ساتھ ان کی نصیحتیں سنی گویا ان کی صحبتیں ملی، اور ان کنکریوں پر سونے کی تکلیف اٹھانے سے اور مجاہدین کے گھوڑوں کے لیے رات بھر چکی چلانے سے ان دونوں بزرگوں کی دعاؤں کے صدقے میں ہم کو ایسا ایمان اور یقین عطا ہوا ہے کہ اگر ہمارا ایمان ہمارے قلب سے نکال کر بالا کوٹ کے ان پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور برداشت نہیں کر سکیں گے۔

## گناہ چھوڑنے کا مجاہدہ اصل مجاہدہ ہے

آہ! اللہ ایسے نہیں ملتا۔ مجاہدے سے ملتا ہے، تکلیف اٹھانے سے ملتا ہے۔ جو ظالم ذکر کے مزے سے مست رہے لیکن جہاں عورتیں سامنے آگئیں اب وہاں فیل ہو گیا اور اللہ سے دور ہو گیا کیونکہ حرام لذت کے مقابلے میں وہ

اللہ کو ترجیح نہیں دے رہا ہے، اپنے نفس کو آگے بڑھا رہا ہے۔ آپ سے میں پوچھتا ہوں کیا یہ شرافت محبت ہے کہ رات کو تہجد پڑھی اللہ سے روئے لیکن جب گناہ کا موقع آیا تو وہاں خدا یاد نہیں رہا۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ گناہ چھوڑنے کا مجاہدہ اصل مجاہدہ ہے یعنی اپنی آنکھوں کو نامحرموں سے بچانا، جھوٹ سے بچنا ہر نافرمانی سے بچنا غرض جتنی چیزیں شریعت کے خلاف اس وقت ری یونین کے معاشرہ میں ہیں ان میں خاص کر عورتوں کا بے پردہ گھومنا بھی شامل ہے۔

## پردہ مرد و عورت دونوں پر واجب ہے

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی جب آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہاں دو بیویاں حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احْتَجَبَا اے میری بیویو! پردہ کر لو تو ہماری ان دونوں ماؤں نے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں بیویوں نے عرض کیا:

﴿الَيْسَ هُوَ اَعْمٰی لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا﴾

(سنن ابی داؤد باب فی قوله عز وجل وقل)

کیا عبداللہ ابن مکتوم نابینا نہیں ہیں وہ ہم کو کیسے دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَفْعَمٰیَا وَاِنْ اَنْتُمْ اَلْسْتُمْ تَبْصِرَانِه﴾

(سنن ابی داؤد باب فی قوله عز وجل وقل)

کیا تم دونوں بھی نہیں دیکھتی ہو؟ کیا تم بھی اندھی ہو؟ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ جب اللہ نے اپنے معصوم پیغمبر کی پاکیزہ بیویوں کو حضرت عبداللہ ابن مکتوم جیسے صحابی سے پردہ کرایا تو ہم جیسے ناپاکوں کا کیا منہ ہے کہ تقدس کا دعویٰ کریں۔ پردہ



دونوں طرف سے واجب ہے، نہ مسلمان مرد عورت کو دیکھے نہ مسلمان عورتیں مردوں کو دیکھیں، اسی لیے ٹیلی ویژن حرام ہے کہ ٹیلی ویژن پر ایک مرد خبریں سنارہا ہے اور عورتیں بیٹھی دیکھ رہی ہیں اور نامحرم عورتوں کو مرد دیکھ رہے ہیں۔ ادھر حاجی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ادھر جن صاحبہ بیٹھی تسبیح لیے پڑھ رہی ہیں اور غیر محرم مردوں کو دیکھ رہی ہیں اور حاجی صاحب بھی ہر سال حج کر کے ٹیلی ویژن پر خواتین سے خبریں سن رہے ہیں۔ کان ہی سے نہیں آنکھوں سے بھی سنتے ہیں، جو شخص ٹیلی ویژن پر خبر سنتا ہے وہ کان سے بھی سنتا ہے آنکھ سے بھی سنتا ہے یعنی آنکھ سے دیکھتا رہتا ہے کہ یہ عورت کیسے مٹک مٹک کر خبر سنارہی ہے، کیا لچک ہے کیا الفاظ کو چبا چبا کر بیان کرتی ہے۔ یہ مشق کرتی ہیں کہ ایسا بولو کہ مرد پاگل ہو جائے جبکہ حکم ہے:

﴿لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾

(احزاب: آیت ۳۲)

یعنی اپنی فطری نرم آواز کو بھاری کر کے بولو ورنہ جن کے دل میں مرض ہے وہ طمع کریں گے، لالچ کریں گے گناہ کے خیالات شروع ہو جائیں گے۔ خیر القرون کا زمانہ ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں قرآن کا نزول ہو رہا ہے، جبریل علیہ السلام کی آمد و رفت ہو رہی ہے صحابہ جیسی مبارک ہستیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی اگر اچانک نظر پڑ جائے تو معاف ہے لیکن خبردار دوسری نظر مت ڈالنا:

﴿لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَىٰ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ﴾

(مشکوٰۃ ص: ۲۶۹)

پہلی نظر معاف ہے کیونکہ اچانک ہے لیکن دوسری نظر حرام ہے۔ آج کل کی عورتیں اور مرد دونوں کہتے ہیں، گمراہی کے اندھیروں میں ان کے الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ مولانا پردہ تو دل کا ہے، دل صاف نظر پاک یا دل پاک نظر صاف! تو معلوم یہ ہوا

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کا ایمان اس مقام پر تھا کہ فرماتے ہیں کہ جب میں قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھوں گا تو مَا اَزْدَدْتُ یقیناً میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا، اتنا یقین مجھ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے صدقہ میں دنیا ہی میں حاصل ہے۔ تو جن کا ایمان اس درجہ کا ہے کہ گویا وہ جنت اور دوزخ کو دیکھ رہے ہیں ان کے لیے تو نظر کی حفاظت کا حکم ہے اور آج اس زمانے میں کیا ہم لوگوں کا دل حضرت علی کے دل سے زیادہ پاک ہے اور ہماری نظر ان کی نظر سے زیادہ صاف ہے؟ یا دل صاف نظر پاک یا دل پاک نظر صاف بتائیے یہ کیا ہے؟ بیوقوفی نادانی کی بات ہے، اسی لیے آج کل اولیاء اللہ کم پیدا ہو رہے ہیں۔ اور کمی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر تقویٰ کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے کہ گناہ سے بچو اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اللہ کے جو دوست ہیں ان کو میدانِ محشر کی ہولناکیوں کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ دنیا سے جدا ہونے کا ان کو کوئی غم ہوگا کیونکہ اعلیٰ چیز کی طرف جارہے ہیں۔

## اولیاء اللہ کا میٹریل

لیکن اولیاء اللہ کا میٹریل اور اجزاء ترکیبہ دو ہیں (۱) ایمان (۲) تقویٰ جیسا کہ آگے آیت میں ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَاضِیْہے یعنی ایک دفعہ ایمان لانا کافی ہے وَكَانُوا یَتَّقُوْنَ یہ استمرار ہے، جب مضارع پر ماضی داخل ہوتا ہے تو استمراری بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایمان لانے کے بعد ولی اللہ بننے کے لیے ساری زندگی تقویٰ کا غم اور گناہ چھوڑنے کا غم اور نافرمانی سے بچنے کے پاڑ بیلنے پڑیں گے، پہلے پاڑ بیلنے کو ملیں گے پھر پاڑ کھانے کو ملیں گے لیکن ہم لوگوں کا مزاج یہ ہے کہ پاڑ بیلنے نہ پڑیں عورتیں بیل کر پیش کر دیں یعنی مجاہدات نہ کرنے پڑیں اور ثمرات مل جائیں لیکن۔

اِس خیال است و محال است و جنوں

## اصلاح صرف زندہ شیخ سے ہوتی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحبت صالحین ہواہل اللہ کی صحبت خصوصاً کسی صاحب سلسلہ شیخ کی صحبت ہو جو بیعت ہو کسی کے ہاتھ پر تو اس کی صحبت کا کیا کہنا کیونکہ شیخ کی عظمت ہوتی ہے، احترام ہوتا ہے کہ میرا شیخ ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اپنا پیر پیر، دوسرے کا پیر آدمی، عظمت کی وجہ سے اس کی اتباع آسان ہوتی ہے۔ اسی لیے اکابر نے صحبت شیخ کا ہمیشہ اہتمام کیا ہے، اسی لیے اپنے مشائخ کے انتقال کے بعد فوراً دوسرے شیخ کا انتخاب کیا تا کہ سر پر بڑے کا سایہ رہے کیونکہ مقصود اللہ کی ذات ہے، شیخ ذریعہ مقصود ہے۔ پس شیخ کو اتنا زیادہ مقصود بنالینا کہ صاحب ان کے بعد کسی سے دل ہی نہیں لگتا یہ شرک فی الطريق ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں شخصیت کو ترجیح دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ فرمایا ہے اور کُونُوا امر ہے اور اور امر مضارع سے بنتا ہے جس میں تجد استمراری کی شان ہے جس سے ثابت ہوا کہ معیت صادقین میں استمرار ہو، ہمیشہ صادقین کے ساتھ رہو، کوئی زمانہ ایسا نہ ہو کہ معیت صادقین تمہیں حاصل نہ ہو اور جب شیخ کا انتقال ہو گیا تو اس کا ساتھ تو ختم ہو گیا لہذا دوسرا شیخ تلاش کرو کیونکہ اب اس کا فیض بند ہو گیا۔ مردہ شیخ سے اصلاح نہیں ہوتی زندہ شیخ سے ہوتی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں شیخ کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ ڈولیں نیچے کنویں میں گری ہوئی ہیں اور ایک آدمی کنویں کے اوپر زندہ کھڑا ہے اور وہ اوپر سے اپنی ڈول کنویں میں ڈالے ہوئے ہے جس سے وہ گری ہوئی ڈولوں کو کنویں سے نکال رہا ہے۔ تو یہ شیخ ہے اور اس کے دو مرتبے ہیں۔ جسم سے وہ آپ کے ساتھ ہے اور روح کے اعتبار سے وہ دنیا سے باہر ہے۔ آپ کی روح کو وہ اپنی روح سے پکڑ کر دنیا سے نکال رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملا رہا ہے، ولی اللہ بنا رہا

ہے لیکن اگر وہ اوپر کا آدمی جو ڈول سے نکال رہا تھا انتقال کر گیا تو اب وہ کنویں سے نہیں نکال سکتا کیونکہ جس ہاتھ میں ڈول اور رسی تھی وہ نہیں رہا لہذا اب دوسرا آدمی آئے اور اپنی ڈول ڈال کر کنویں سے دوسری ڈولوں کو نکالے گا۔ ایسے ہی شیخ کے انتقال کے بعد فوراً دوسرا شیخ کرو کیونکہ اس کا فیض اب بند ہو گیا۔ اگر خود بھی شیخ ہے تو اپنے خصوصی معاملات میں وہ دوسرے شیخ کا محتاج ہوگا، اپنی اصلاح خود نہیں کر سکتا جس طرح ڈاکٹر بیمار ہو جائے تو خود اپنا علاج نہیں کر سکتا دوسرے ڈاکٹر کے مشورہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی پر میرے دو شعر ہیں جو ری یونین ہی میں ہوئے۔

نہیں پاتا شفا دکتور خود اپنی دواؤں سے  
کرے ہے جستجو دکتور بھی دکتورِ ثانی کی  
بدون صحبت مرشد تجھے کیسے شفا ہوگی  
نہیں جب شیخ اول، جستجو کر شیخ ثانی کی

شیخ اس کو بناؤ جس سے مناسبت ہو

لیکن شیخ اس کو بناؤ جس سے مناسبت ہو، یہ شرط ہے، یہ نہیں کہ چونکہ میرا باپ ہے یا میرا فلاں اور فلاں ہے لہذا میں بھی اس سے تعلق رکھوں گا۔ یہ راستہ بالکل مناسبت کا ہے، اگر مناسبت نہ ہوگی تو نفع نہ ہوگا۔ جیسے مثال کے طور پر آپ کو کسی کا خون چاہیے اور میرا صاحب کو دیکھا کہ بھئی یہ تگڑا آدمی ہے اس کا خون بھی تگڑا ہوگا لیکن ڈاکٹر نے کہا نہیں بھائی اس کو دبلے پتلے مولانا داؤد کا خون فٹ ہوگا، تو جب خون کا گروپ ملتا ہے پھر ڈاکٹر چڑھاتا ہے اور اسی سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جب تک روحانی مناسبت نہ ہو اس وقت تک مزہ نہیں، نفع کا مدار مناسبت پر ہے۔ اگر مناسبت نہیں ہے تو نفع نہیں ہو سکتا۔

گناہوں سے بچنے کی ہمت صحبتِ صالحین سے ملتی ہے

بہر حال تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ صحبتِ صالحین اور صحبتِ المشائخ کا ہم اہتمام کریں جو اس وقت ہمیں حاصل ہے الحمد للہ، مجھ کو بھی آپ لوگوں کی صحبت حاصل ہے، شیخ اور مرید دونوں کو نفع ہوتا ہے۔ اگر شیخ اکیلا رہے، دین کی دعوت کا کام نہ ہو تو اس کا ایمان بھی کمزور ہو جائے گا، جو بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ پیار کرتے ہیں، اس کی مثال یہ ہے جیسے کسی کا بچہ گم ہو گیا اور ایک آدمی نے اخبار میں پڑھا کہ بچے کو لانے والے کو پچاس ہزار کا انعام بھی ہے۔ وہ گیا اور ڈھونڈ کر باپ کے پاس لے آیا۔ وہ بچے سے نہیں کہے گا کہ لاؤ انعام۔ اگر بچے سے کہتا ہے کہ انعام لاؤ تو مخلص نہیں ہے، ابا سے انعام مانگے گا اور ابا اس بچے کو پیار کرنے سے پہلے اس لانے والے کو پیار کرے گا اور سینے سے لگا کر کہے گا جزاک اللہ آپ نے میرے آنکھوں کی روشنی میرے جگر کا ٹکڑا لا دیا۔ اسی طرح جو محنت کر کے اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑتا ہے تو اللہ کا پہلا پیار جوڑنے والے کو ملتا ہے لیکن علامت یہ ہے کہ بندہ سے نہ کہے کہ انعام لاؤ جس طرح بچے سے انعام نہیں مانگتا کیونکہ بچہ کہاں سے دے گا، ابا سے لو، اسی طرح بندہ کہاں سے دے گا، تم ربا سے لو۔

اور جو بندہ اللہ والوں سے جڑ جاتا ہے وہ اللہ والا ہو جاتا ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے کی ہمت بھی صحبت ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارے بزرگ ری یونین میں جا رہے ہیں اور کیسی کیسی لڑکیاں سامنے آتی ہیں مگر بالکل نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے اور اس سے حرام لذت نہیں لیتے تو انسان سوچتا ہے کہ جب ہم جیسے انسان بھی یہ کر رہے ہوں تو ہم بھی کریں ان کی ہمت کا فیض پہنچتا ہے اور توفیق نصیب ہوتی ہے۔ تو دوستو اس لیے اللہ تعالیٰ کی

اس نعمت کی قدر کیجیے، ہم بھی کریں آپ بھی کریں، کتنا فاصلہ کراچی کا ہے اور یہاں آ کر کے ہم اس طریقے سے دینی مجلسیں کر رہے ہیں اس میں علم دین بھی مل رہا ہے اور اہل اللہ کی صحبت بھی مل رہی ہے، ہر آدمی دوسرے کو صالح سمجھے اور سوچے کہ مجھ کو ری یونین کے صالحین کی صحبت مل رہی ہے۔

## دعائے سفر کی عجیب و غریب تشریح

اس لیے سفر کی جو دعا سکھائی گئی اس میں صالحین کی صحبت مانگی گئی ہے:

﴿اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهَا وَارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا إِلَى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ

صَالِحِي أَهْلِهَا إِلَيْنَا﴾ (حصن حصین)

اے اللہ! اس بستی میں برکت عطا فرما اور یہاں کے پھل فروٹ اور نعمتیں بھی ہم کو نصیب فرما اور اس بستی والوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دے مگر ہمارے دل میں محبت صرف صالحین کی آئے، ایسا نہ ہو کہ یہودی اور عیسائیوں کی محبت آجائے، وَحَبِّبْ صَالِحِي أَهْلِهَا إِلَيْنَا اس بستی کے جو صالحین ہیں ان کی ہمیں محبت نصیب فرما۔ یہ مضمون دلالت کرتا ہے کہ یہ نبی کا مضمون ہے، غیر نبی ایسی دعا مانگ سکتا ہے؟ وہ تو کہے گا کہ سب کے دل میں میری محبت اور میرے دل میں سب کی محبت ہو۔ لیکن اللہ کے نبی نے یہ دعا مانگی کہ اس بستی والے صالح ہوں یا غیر صالح سب کے دل میں ہماری محبت ڈال دے تاکہ وہ ہم سے قریب ہو جائیں اور وہ ہم سے دین سیکھیں اور غیروں کے دل میں بھی جب ہماری محبت ہوگی تو ان کے شر سے محفوظ رہیں گے لیکن ہمارے دل میں صرف صالحین کی محبت ہو کیونکہ غیروں کی محبت اللہ سے دور کرتی ہے۔ اور اہل اللہ کی محبت سے اہل اللہ کے قلب کا ایمان و یقین ان کے پاس بیٹھنے والوں کو آہستہ آہستہ مل جاتا ہے۔ مجھے اپنا ایک بہت پرانا شعر یاد آیا۔

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے  
اجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

## اچھی اور بری صحبت کے اثرات

بظاہر اہل اللہ کے ہاتھوں میں تسبیح نہیں، زبان بھی حرکت میں نہیں مگر اُن کا قلب ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتا ہے، ہر وقت ان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے، بیٹھ کر دیکھ لو، جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں آپ تاریخ دیکھیں گے تو کسی نہ کسی کی صحبت میں رہے ہوں گے، خالی کتاب پڑھ لینے سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو جاتا، جن کو کتب بنی تو ملی لیکن قطب بنی نہ ملی، ان کی عقل میں وہ نور ایمان و یقین نہیں ہوتا جو انہیں جاہ اور باہ کے ہاتھوں بننے سے روک سکے، وہ بننے والے ہو جاتے ہیں بکاؤ مال ہو جاتے ہیں، کہیں جاہ سے مار کھا گئے، کہیں باہ سے مار کھا گئے، کہیں غصے کے فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ صحبت اہل اللہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

کل جو مضمون میں نے بیان کیا تھا اس میں بھی صحبت کی اہمیت تھی کہ غیروں کی صحبت سے بچو۔ کل جو لوگ مجلس میں تھے انہوں نے بہت مزے لیے اس لیے میں نے سوچا کہ جو بے چارے کل نہیں تھے آج ان کو سنا دوں اس میں میرا اپنا بھی فائدہ ہے۔ کل یہ بات تھی کہ گمراہی کے اسباب میں بڑا سبب صحبت اغیار ہے۔

## کفار سے ترکِ موالات

دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ﴾

(مائدة: آیت ۵۱)

یہودیوں اور عیسائیوں سے محبت نہ کرو، موالات نہ کرو، اولیاء مت بناؤ معاملہ کر سکتے ہو لیکن دین خرید و فروخت کر سکتے ہو لیکن ان کو دوست نہیں بنا سکتے کیونکہ

دوستی اور موالات کا مرکز قلب ہے اور معاملات کا مرکز قالب ہے، جسم سے بات کریں گے کہ یہ لاؤ وہ لاؤ لیکن قلب ہم ان کو نہیں دیں گے۔ پس چونکہ موالات کا مرکز قلب ہے اور معاملات کا مرکز قالب ہے، تو اگر قلب صحیح ہے اور کافروں کی موالات سے خالی ہے تو ان کے ساتھ معاملات سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اگر قلب اللہ والا ہے اور کافر سے مال خرید رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ کافر ہے، دل میں اس کی کوئی محبت نہیں تو اس سے ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، اسی لیے کفار سے معاملات جائز اور موالات حرام ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اپنے اسلام اور ایمان کی تم حفاظت چاہتے ہو تو میرے دشمنوں سے محبت مت کرو لہذا اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

(مائدہ: آیت ۵۴)

اگر کوئی شخص ایمان لانے کے بعد اسلام چھوڑ کر بھاگے تو دل چھوٹا مت کرو یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کی تسلی کے لیے ہے کہ میں ایک ایسی قوم پیدا کروں گا جو میرے عاشقوں کی ہوگی، میں ان سے محبت کروں گا اور وہ مجھ سے محبت کریں گے، یہ جملہ بتاتا ہے کہ عاشقوں کی قوم کبھی گمراہ نہیں ہوگی، اس لیے زیادہ علم کے بجائے محبت زیادہ سیکھو۔ اہل محبت گمراہ نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت زیادہ تر اہل محبت کی اختیار کرو تا کہ عشق الہی پیدا ہو۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا فرماتے ہیں۔

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جہیں سائی ہے

یعنی میں اللہ کے در اور اس کی چوکھٹ پر اپنی پیشانی رکھ چکا ہوں، عمر بھر میں ان کا رہوں گا، اللہ کا بن کے رہوں گا۔

سر زاہد نہیں یہ سر سودائی ہے



یہ خشک ملا کا نہیں، خشک زاہد کا نہیں یہ عاشقوں کا سر ہے، اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت ایسی چیز ہے کہ یہ لغت کے لحاظ سے بھی فصل اور جدائی پر راضی نہیں ہے۔ اگر دو ہونٹ نہ ملیں تو محبت کا لفظ ادا نہیں ہو سکتا۔ دونوں ہونٹ الگ کر کے کوئی بڑے سے بڑا قاری بھی محبت کا لفظ منہ سے نہیں نکال سکتا، پس جس کی لغت متقاضی وصل ہے اور فصل پر راضی نہیں اس کا مسٹی کیسا ہوگا، جس کو اللہ محبت دے گا وہ خدا کے فراق اور جدائی پر راضی نہیں ہو سکتا یعنی نافرمانی جو سبب بعد ہے، اللہ سے دوری کا سبب ہے اس کا عادی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اللہ کے عاشقین گناہ سے ڈرتے ہیں، ان کو ایک ہی غم ہوتا ہے کہ کہیں ہم سے کوئی گناہ نہ ہو جائے اور ہم اپنے اللہ سے، اپنے محبوب سے دور ہو جائیں۔ اسی لیے صحبت صالحین نمازیں، حج، عمرہ، نفلیں، تلاوت، ذکر و تسبیح کرتے ہیں کہ ہم اللہ سے قریب ہو جائیں اللہ اللہ کہتے ہوئے ہمارے قلب و جان اللہ سے چپک جائیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ یاد آیا ”ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے۔“ ذال کاف را، ذاکر میں بھی ہے اور مذکور میں بھی ہے۔ اللہ پاک کا نام مبارک اسم اعظم ہے، اس کا پڑھنے والا ناممکن ہے کہ اللہ تک نہ پہنچے مگر خمیرہ کتنا ہی عمدہ ہو لیکن خمیرہ کے ساتھ اگر زہر بھی کھائے تو خمیرہ کیا کام کرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ صحبت صالحین اور ذکر و تلاوت کے ساتھ گناہوں سے بھی پرہیز رکھو۔

تَوَالِدُ سَجَانَهُ تَعَالَىٰ نَے ایک نصیحت فرمائی لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دل سے دوستی مت کرو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلا کہ اِنَّ مَوَالَاتِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ تُورِثُ الْاِلٰهَ لَا تَدَاذِلُ یعنی یہود و نصاریٰ کی محبت تم کو مرتد بنا دے گی۔ یمن میں ایک شخص مرتد ہو گیا، اس نے پورے یمن پر اتنا غلبہ حاصل کیا

کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جتنے بھی عمال تھے یعنی صدقات وصول کرنے والے حکام سب کو یمن سے باہر نکال دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس شخص کو قتل کرو، مرتد واجب القتل ہوتا ہے، اس سے لین دین، سودا خریدنا بیچنا سب حرام ہے۔ تو فیروز دیلمی کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے یمن کے اس مرتد کو ہلاک فرمایا تَنْبَأَ بِالْيَمَنِ وَكَانَ كَاهِنًا یَمَنِ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ جادوگر تھا۔

## ایک جھوٹے نبی کا واقعہ

میں نے کل مسیلمہ کذاب کا واقعہ سنایا تھا وہ دوبارہ سناتا ہوں، دوبارہ سننے سے علم میں رُسوخ پیدا ہوگا اور جنہوں نے نہیں سنا وہ سن لیں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خط لکھا۔ ذرا اس خبیث کا خط تو دیکھو کہ کیسا خط لکھتا ہے یعنی جھوٹے نبی کا خط بھی بتاتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لکھتا ہے ”مِنْ مُسَيْلَمَةَ رَسُولِ اللَّهِ“ یعنی یہ خط مسیلمہ لکھ رہا ہے جو رسول ہے اور کسے لکھ رہا ہے؟ اِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ رسول بھی لکھا اور صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھا پھر اس نے لکھا سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي قَدْ اُشْرِكْتُ فِي الْاَمْرِ مَعَكَ آپ پر سلامتی ہو، میں نبوت میں آپ کے ساتھ شریک ہوں وَاِنَّ لَنَا نِصْفَ الْاَرْضِ عرب کی زمین میں آدھا حق میرا ہے وَلِقُرَيْشٍ نِصْفُ الْاَرْضِ اور اہل قریش کو زمین کا آدھا حق ہے لَكِنْ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَّعْتَدُونَ لیکن قریش بڑے ظالم لوگ ہیں، میرا حصہ نہیں دے رہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ مکتوب پیش کیا گیا فَقَدَّمَ عَلَيْهِ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَسُولًا نَ لَهُ بِذَلِكَ فَحِينَ قَرَأَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَهُ جَبَّ آفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ اس جھوٹے نبی کا یہ خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا جو خط لائے تھے فَمَا تَقُولَانِ اَنْتُمَا؟ تم لوگ کیا کہتے ہو یعنی کیا تم بھی اس کو نبی سمجھتے ہو؟ ان دو قاصدوں نے کہا نَقُولُ كَمَا قَالَ هُم وَهِيَ كَهْتِ هِي هِيں جو وہ کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاللَّهِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تَقْتُلُ خُدا کی قسم اگر سفیروں اور قاصدوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمْ ہم تمہاری گردنیں اڑا دیتے، کتنے بد اور خبیث ہو کہ غیر نبی کو نبی بنا رہے ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیکھئے کہ اصلی نبی کے خط کا کیا مضمون ہے! سبحان اللہ جھوٹے کا خط تو آپ نے سن لیا اب سچے نبی کا خط سنئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللہ کا پیغمبر اس طرح خط لکھتا ہے، پہلے اللہ کا نام لیا اور اس ظالم کذاب نے تو کچھ بھی نہیں لکھا تھا، جس کے رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس خدا کا نام بھی نہیں لیا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا آسمان سے تعلق ہی نہیں تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کے نام سے شروع کیا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ اِلَى مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ اس نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تجھ کو رسول تسلیم نہیں کرتے تو کذاب ہے، جھوٹا ہے اَلْسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتْبَعَ الْهُدٰی جھوٹے نبی کے سلام میں اور اصل نبی کے سلام میں فرق ہو گیا، جھوٹے نبی نے کیا کہا سَلَامٌ عَلَیْكَ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا لکھا اَلْسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتْبَعَ الْهُدٰی سلام جب ہے جب تو ہدایت کو قبول کر لے، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ زَمین کا مالک اللہ ہے، اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے دیتا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور

انجام متقیوں کے لیے ہے یعنی تو تو بہت ہی کذاب ہے، تقویٰ سے محروم ہے، تیرا انجام کیسے ٹھیک ہوگا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب سے جہاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سعادت بخشی کہ ان کے ہاتھ سے مسیلمہ کو قتل کرایا اور حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا قَتَلْتُ فِي جَاهِلِيَّتِي خَيْرَ النَّاسِ میں نے زمانہ کفر میں بہترین انسان سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا وَقَتَلْتُ فِي اِسْلَامِي شَرَّ النَّاسِ اور زمانہ اسلام میں سب سے بدترین انسان کو میں نے قتل کیا یعنی میری تاریخ جو سیاہ ہو چکی تھی اس تاریخ کو اللہ نے روشن فرمادیا۔

## حضرت وحشی کے اسلام کا واقعہ

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام بھی عجیب طریقہ سے ہوا جس کو علامہ محمود نسفی کی تفسیر خازن کے حوالہ سے پیش کر رہا ہوں۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ وحشی کو دعوت اسلام پیش کیجئے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قاصد بھیجا کہ اللہ تعالیٰ تم کو یاد فرما رہے ہیں، اللہ پر ایمان لے آؤ۔ وحشی حالت کفر میں ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بعد میں ہوئے، ابھی ایمان نہیں لائے لہذا انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے خدا نے تو قرآن پاک میں یہ نازل فرمایا کہ جو مشرک ہوگا قاتل ہوگا زانی ہوگا یَلْقَ اِثْمًا یُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ وہ شخص مجرم ہے اس کو تو ڈبل عذاب ملے گا لہذا آپ مجھے کیسے دعوت اسلام دے رہے ہیں جبکہ میں یہ سب کام کر چکا ہوں وَاِنَّا قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُلَّہٗ میں نے قتل بھی کیا، شرک بھی کیا کوئی گناہ نہیں چھوڑا۔ دیکھئے سوال و جواب چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام بواسطہ نبوت وحشی کو پہنچ رہا ہے اور وحشی کا پیغام بواسطہ نبوت اللہ تعالیٰ تک

پہنچ رہا ہے، آپ سوچئے کہ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا تو کیا عجب تھا کہ اچھا مرد و دُخّر بھی کرتا ہے اس کے اوپر آگ برسا دو، لیکن آہ! ارحم الراحمین کی شان دیکھیے کہ ان کے اسلام کے لیے دوسری آیت نازل ہو رہی ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا وَحَسَىٰ سَے کہہ دو کہ اگر وہ توبہ کر لے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے تو سب معاف، پھر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ اس پر انہوں نے دوسرا پیغام بھیجا کہ میں ایمان لانے کے لیے تیار ہوں توبہ کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن ساری زندگی صالح عمل کرنا یہ شرط بہت سخت ہے ہَذَا شَرُطٌ شَدِيدٌ لَعَلِّي لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ مجھے امید نہیں کہ میں اس پر قائم رہ سکوں، یعنی میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ ساری زندگی عمل صالح کرتا رہوں، اب بتلائیے حالت کفر میں ہیں، اتنے بڑے مجرم ہیں کہ نبی کے چچا کو قتل کیا ہے اور ناز دکھا رہے ہیں لیکن آہ! کیا رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ان کے ایمان کے لیے تیسری آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ اللّٰهُ تَعَالٰی مشرک کو معاف نہیں فرمائیں گے لیکن شرک کے علاوہ سب گناہ معاف کر دیں گے چاہے وہ عمل صالح کرے یا نہ کرے یعنی عمل صالح سے بھی آزادی دے دی۔ اب ان کا جواب سن لیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ قاصد بھیجتے ہیں کہ اِنِّیْ فِیْ رِیْبٍ مِّیْنِ اَبْهٰی شَکٍّ مِّیْنِ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کو مقید بالمشیت کر دیا ہے کہ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ تو مشیت کی جو قید ہے اس میں مجھ کو شک ہے اَنَّ مَشِیَّتَ اللّٰهِ تَعَالٰی تَكُوْنُ فِیْ اَمٍّ لَا یَعْنِی اللّٰہ کی مشیت میرے بارے میں ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اس میں کوئی ضمانت، کوئی گارنٹی نہیں ہے، مجھ کو اس کا یقین نہیں آرہا ہے۔ تین آیتیں نازل ہو گئیں۔ اب چوتھی آیت اللہ تعالیٰ نازل فرما رہے ہیں وحشی کے اسلام کے لیے، اس سے اندازہ کرو کہ حق تعالیٰ کتنے ارحم الراحمین ہیں کہ ایک جلیل القدر

صحابی یعنی نبی کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کو بھی آغوشِ رحمت میں لے رہے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے کہ کروڑوں زنا اور بد معاشی کے باوجود کوئی نادیم ہو کر توبہ کر لے تو سب معاف فرما دیتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے چوتھی آیت نازل فرمائی قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اے نبی آپ میرے بندوں سے فرمادیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا کہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں، اب اس میں مشیت کی بھی قید نہیں۔ اِنَّ تَاكِيْدَ هَے جملہ اسمیہ دوام اور ثبوت پر مقتضی ہے الذنوب پر الف لام داخل کر دیا استغراق کا اور پھر جمیعاً کی بھی تَاكِيْدَ لگا دی چار چار تَاكِيْدَوں کے ساتھ فرمایا کہ کوئی بھی گناہ ہو، اللہ تعالیٰ سب بخش دے گا۔ اس آیت کو سن کر حضرت وحشی کیا کہتے ہیں؟ نِعْمَ هَذَا واہ کیا ہی اچھی آیت ہے فَجَاءَ وَ اَسْلَمَ فوراً آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے جو یہ آیت نازل فرمائی ہے هَذَا لَهُ خَاصَّةٌ اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ کیا یہ وحشی کے لیے خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ سارے مسلمانوں کے لیے عام ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے بدلے میں اگر مجھ کو ساری کائنات بھی مل جائے تو مجھے عزیز نہیں، ساری کائنات سے زیادہ یہ آیت مجھے محبوب ہے مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهَذِهِ الْاَيَةِ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت و کرم کا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ اتنے بڑے مجرم کو اسلام عطا فرمایا، صحابی بنایا یعنی بعد میں آنے والے تمام اولیاء سے افضل ہو گئے، جنتی ہو گئے، اور اس کے ساتھ ایک انعام اور عطا فرمایا کہ زمانہ جاہلیت اور حالتِ کفر میں ان سے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا جو گناہ ہوا تھا اس

کی تلافی کا انتظام بھی فرمایا اور ان کے ہاتھوں سے ایک جھوٹے نبی مسیلہ کذاب کو قتل کرا کے ان کی تاریخ سیاہ کو روشن تاریخ سے تبدیل کر دیا۔ معلوم ہوا کہ جب کوئی گنہگار خواہ مرد ہو یا عورت صدقِ دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی رسوائیوں کو عزت سے تبدیل فرما دیتے ہیں اور اس کی ذلتوں کے جو چرچے ہو رہے تھے کہ فلاں بڑا نالائق آدمی ہے، فلاں لڑکی کو چھیڑ رہا تھا یا فلاں گناہ کر رہا تھا اس کو توبہ کی توفیق دے کر جب اپنا ولی بناتے ہیں تو اس کی تمام رسوائیوں کی اپنی شانِ کرم کے شایانِ شانِ تلافی فرما دیتے ہیں اور اس سے کوئی کام ایسا لے لیتے ہیں جس سے اس کی رسوائیوں کی تلافی ہو جاتی ہے جیسے ابا اپنے بیٹے کی ذلت کو گوارا نہیں کرتا، اس سے کوئی کام ایسا لے لے گا کہ جس سے وہ سب چرچے ختم ہو جائیں گے۔ ایسے لوگوں سے روئے زمین پر اکثر کوئی کرامت بھی صادر ہو جاتی ہے، تاکہ اس کی ذلت کے سیاہ بادلوں پر عزت کا آفتاب روشن ہو جائے۔

اس واقعہ کو بیان کیا تفسیر معالم التنزیل کے مصنف علامہ بغوی نے جلد نمبر چار صفحہ ۸۳ پر اور علامہ محمود نسفی نے تفسیر خازن میں صفحہ ۵۹ پر اور محدث عظیم ملا علی قاری نے مرقاة جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ پر۔ بس اتنا حوالہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس وقت میں نے اس کو بیان کیا تو نیپال کے سفیر جو میرے وعظ میں ہر جمعہ کو آتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس شخص کا دماغ ہے یا کمپیوٹر ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ الحمد للہ یہ میرے بزرگوں کی کرامت ہے۔

## بندوں سے اللہ کی محبت کے معنی

ایک چیز اور عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ دین سے مرتد ہوتے ہیں ہم ان کے مقابلے کے لیے عاشقوں کی ایک قوم پیدا فرمائیں گے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت

کریں گے۔ علامہ آلوسی اشکال قائم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو مقدم کیوں فرمایا اور بندوں کی محبت کو بعد میں کیوں بیان فرمایا؟ پھر اس کا جواب دیتے ہیں کہ قَدَّمَ اللہُ تَعَالٰی مَحَبَّتَهُ عَلٰی مَحَبَّةِ عِبَادِهِ لِيَعْلَمُوا اَنَّهُمْ يُحِبُّونَ رَبَّهُمْ بِفَيْضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمْ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو اس لیے مقدم کیا تا کہ جس کو اللہ سے محبت نصیب ہو اس میں ناز نہ پیدا ہو اور اس کو یقین رہے کہ ہم جو اللہ تعالیٰ سے محبت کر رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کر رہے ہیں یہ اصل میں اللہ کی محبت کا ہم پر فیضان ہو رہا ہے۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی

جسے خود یار نے چاہا اُسی کو یادِ یار آئی

اللہ جس کو چاہتا ہے وہی اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو مقدم کیا تا کہ بواسطہ صحابہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ جو اپنے رب سے محبت کرتے ہیں یہ حق تعالیٰ کی محبت کا فیضان ہے۔ ہم جو ان کو چاہ رہے ہیں یہ ہمارا کمال نہیں ہے، دراصل وہی ہم کو چاہ رہے ہیں۔

وہی چاہتے ہیں میں کیا چاہتا ہوں

بتائیے! کیا عمدہ تفسیر ہے آہ! یہ اللہ کے کلام کی تفسیر ہمیں اللہ سے قریب کر رہی ہے اور اللہ کی اپنے بندوں کے ساتھ محبت سے کیا مراد ہے؟ مراد وہ محبت ہے جو تَلِيقُ بِشَانِهِ تَعَالٰی جو اللہ کی شان کے لائق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ارادہ فرما لیتے ہیں کہ مجھے فلاں کو اپنا ولی بنانا ہے، بس اللہ کی محبت سے یہ مراد ہے اِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَرَادَ اَنْ يَّجْعَلَهُ مُرَادًا وَ مَحْبُوْبًا لِّنَفْسِهِ یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذات کے لیے محبوب بنانے کا ارادہ کر لیتے ہیں اور اللہ کے ارادہ اور مراد میں تخلف محال ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنانے کا ارادہ کر لے ناممکن ہے کہ ساری دنیا اس کو گمراہ کر سکے بلکہ خود اس کا نفس و شیطان بھی اس کو گمراہ نہیں



کر سکتا، پھر اس کے لیے اسباب ہدایت خود اللہ تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں۔  
 حسن کا انتظام ہوتا ہے  
 عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

## بندوں پر اللہ کی محبت کے آثار

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے سارا انتظام اللہ میاں نے کیا  
 ورنہ وہ کہاں سے ایمان پاتے؟ ہماری محبت کا ایک نام ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کی  
 طرف سے ہے۔

کار فرما تو لطف ہے اُن کا

ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

اور بندوں کی محبت سے کیا مراد ہے؟ کہ اللہ کی طرف وہ طبعاً، عقلاً اور قلباً مائل  
 رہیں اور اللہ کے احکام کو بجالائیں اور ان کی منع کی ہوئی باتوں سے اجتناب کریں  
 یعنی امتثال اوامر اور اجتناب نواہی اہل محبت کی علامات سے ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں محبت کا مقام

آخر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جو طاعات ہیں وہ محبت کے لیے  
 موافقات میں سے ہیں یعنی محبت سبب ہے اور اطاعت کرنا مسبب ہے اور گناہ  
 سے بچنا یہ محبت کا اثر ہے لیکن کہتے ہیں کہ اگر اعمال میں کمزوری ہو تو یہ محبت کے  
 مغائر نہیں یعنی کہ اگر کسی شخص میں عملی طور پر کوئی کمزوری ہو تو اس کو یہ نہ کہو کہ یہ اللہ  
 کا عاشق نہیں ہے۔ آگے اس کی دلیل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں اَلَا تَرَى  
 اِلَى الْاَعْرَابِیْ کیا تم اس بدوی کو نہیں دیکھتے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم

وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا؟ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہوئی ہے؟ اس نے کہا  
 مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ عَمَلٍ میرے پاس کوئی بڑے بڑے عمل نہیں۔ اس کا  
 مطلب یہ تھا کہ فرض واجب سنت موکدہ ضروری عمل کر لیتا ہوں مگر رات رات  
 بھر جاگنا بڑی بڑی محنتیں کرنا یہ مجھ سے نہیں ہوتا، میرے پاس کبیر اعمال تو نہیں  
 ہیں لَكِنْ حُبَّ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لیکن  
 میرے پاس اللہ اور رسول کی محبت بہت ہی عظیم ہے۔ کبیر کا استثنیٰ کبیر سے ہوگا  
 یعنی میرے پاس کبیر عمل نہیں ہے لیکن میرے پاس محبت کبیر ہے فَقَالَ عَلَيْهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے  
 وہ محبت کرتا ہے یعنی جنت میں اسی کے ساتھ رہے گا جس سے وہ اللہ کے لیے  
 محبت کرتا ہے۔ اب علامہ آلوسی کا فیصلہ دیکھیے۔ اگر اور کوئی یہ بات کہتا تو یقین نہ  
 آتا لیکن یہ اتنا بڑا شخص ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اور علامہ شامی دونوں  
 مرید بھی ہیں مولانا خالد کردی کے اور مولانا خالد کردی خلیفہ ہیں مولانا شاہ غلام علی  
 صاحب کے اور وہ خلیفہ ہیں مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ سب ہمارے  
 دلی کے بزرگوں کا سلسلہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں فَهَذَا نَاطِقٌ بِأَنَّ الْمَفْهُومَ مِنَ  
 الْمَحَبَّةِ لِلَّهِ تَعَالَى غَيْرُ الْأَعْمَالِ وَالْإِتِمَامِ الطَّاعَاتِ یعنی یہ حدیث محبت  
 کے مفہوم کو واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اعمال سے مغایر ہے اور  
 طاعات کا التزام بھی یہاں مراد نہیں لَانَّ الْأَعْرَابِيَّ نَفَاها کیونکہ اعرابی نے  
 اعمال کی نفی کر دی مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ عَمَلٍ میں نے قیامت کی کوئی تیاری  
 نہیں کی کبیر عمل سے یعنی بڑے بڑے اعمال میرے پاس نہیں ہیں لہذا اُس نے  
 اعمال اور التزام طاعات کی نفی کر دی لیکن اُس نے اپنی محبت کو بیان کر دیا کہ  
 اگرچہ میرے اندر اعمال کی کمزوریاں ہیں لیکن اس کے باوجود میں اللہ و  
 رسول سے محبت رکھتا ہوں، میں اللہ کا عاشق ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

مجھے محبت ہے۔ آہ اس صحابی کی بات دیکھیے لٰكِنْ حُبَّ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِهِ سے اس نے اپنی محبت کو ثابت کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اللہ و رسول کی محبت ہے اور کبیر محبت ہے کیونکہ کبیر کا مستثنیٰ کبیر ہوگا وَاَقْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اس صحابی نے اپنی محبت کا دعویٰ کیا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دعویٰ قبول فرمالیا کہ ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ سبحان اللہ! دوستو اگر ایک کروڑ جانیں ہم اللہ تعالیٰ پر اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دیں تو اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا، اور علامہ آلوسی کو داد دیجیے کہ کیا نکتہ نکالا ہے کہ اس کے اثبات محبت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار فرمایا یعنی اس کے دعویٰ محبت کو آپ نے قبول فرمالیا اور اس کا ثمرہ بتا دیا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ تَمَّ كَوْجَسْ کے ساتھ محبت ہے اسی کے ساتھ رہو گے یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہو گے۔ واہ میں تو کہتا ہوں کہ علامہ آلوسی کو اللہ بے شمار جزا دے (آمین) کہ ناامیدوں کے دلوں میں امید ڈال دی اور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کی محبت کو اللہ کے لیے حَقِیْقَتًا وَلُغَةً ثابت کر دیا ثُمَّ اُثْبِتَ اِجْرَاءَ مَحَبَّةِ الْعَبْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی حَقِیْقَتِهَا لُغَةً یعنی اس کا دعویٰ کرنا کہ میرے دل میں اللہ و رسول کی بہت زیادہ محبت ہے اگرچہ میرے پاس اعمال زیادہ نہیں ہیں اور آپ کا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ فرمانا دلیل ہے کہ بندوں کی اللہ کے ساتھ محبت کی اس حقیقت کو لُغَةً آپ نے قبول فرمالیا ورنہ آپ فرمادیتے کہ جب تمہارے پاس عمل نہیں ہے تو خواہ مخواہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو لہذا اللہ تعالیٰ کی محبت کے ان درجات کے بارے میں کسی مومن کو حقیر مت سمجھو۔ حضرت حکیم الامت نے لکھا ہے کہ ایک شخص تھا جو عمل میں بالکل صفر تھا، اس سے کہا گیا کہ کچھ روزہ نماز کر لو، اس نے کہا میاں جنت تو میرے دو ہاتھ میں ہے، ایک ہاتھ ادھر ماروں گا، ایک

ہاتھ اُدھر ماروں گا اور جنت میں چلا جاؤں گا لہذا جب ہندوؤں سے جہاد شروع ہوا تو وہ تلوار لے کر نکلا، ایک ہاتھ اُدھر مارا ایک ہاتھ اُدھر مارا اور شہید ہو گیا اس لیے کسی کو حقیر مت سمجھو، نہ کسی کو مایوس ہونا چاہیے۔ قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کتنے بندے ایسے ہیں جو اللہ کی محبت چھپائے بیٹھے ہیں اور اس کا عام لوگوں کو پتہ نہیں۔

## بزرگی کا معیار

عام لوگ تو یہ دیکھتے ہیں کہ کتنی رکعات نفل پڑھتے ہیں، جو زیادہ نفل پڑھتا ہے بیس رکعات تہجد پڑھتا ہے اس کو زیادہ بزرگ سمجھتے ہیں حالانکہ بزرگی کا معیار تہجد و نوافل نہیں تقویٰ ہے۔ بعض لوگ رات بھر تہجد پڑھتے ہیں لیکن دن بھر کسی کر سچین لڑکی کو نہیں چھوڑتے، دن بھر ہر ایک کی ٹانگ کو دیکھتے ہیں یعنی عبادت کر کے رات بھر عرش اعظم پر ٹنگا ہوا ہے اور دن بھر کافر لڑکیوں کی ٹانگوں میں ٹنگا ہوا ہے، سب کو دیکھتا ہے یہ کون سی ولایت ہے؟ اس لیے تقویٰ سے ایمان کا وزن بڑھ جاتا ہے، اگر کسی کی ولایت دیکھنا ہے تو یہ نہ دیکھو کہ کتنی تہجد اور نوافل پڑھتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کتنی احتیاط سے رہتا ہے، حسینوں سے بچتا ہے یا نہیں، نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے یا نہیں۔ جو جتنا بڑا متقی ہے اتنا بڑا ولی اللہ ہے۔ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے عارف کی دو رکعت غیر عارف کی لاکھ رکعات سے افضل ہے، دس بیس رکعت پڑھ کر کسی اللہ والے کو حقیر نہ سمجھنا کہ ہم نے بیس پڑھی ہیں۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس کا ایک سجدہ تمہاری ساری زندگی کی عبادت سے افضل ہے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک مرید نے میرے ساتھ ریل میں سفر کیا، میں نے سفر کی تعب اور تھکن سے تہجد نہیں پڑھی حالانکہ مسافر کے لیے حکم ہے کہ وہ وطن میں جو اعمال کرتا تھا سفر میں بغیر کیے ان کا ثواب ملتا ہے۔

ایسے ہی بیمار آدمی صحت میں جو عمل کرتا تھا بیماری میں مفت میں اس کا ثواب ملتا ہے، لہذا بعض لوگ اس مسئلہ پر عمل کرتے ہیں کہ جب خدادے مفت میں کھانے کو تو کون جائے کمانے کو، اللہ کی رخصت سے فائدہ اٹھانا اللہ کو محبوب ہے، جتنی عزیمت محبوب ہے اتنی ہی رخصت محبوب ہے بلکہ رخصت میں زیادہ خیر ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں رخصت پر عمل کرنا والا کبر میں مبتلا نہیں ہوتا، عزیمت والا کبر میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ میں تو سفر میں بھی تہجد نہیں چھوڑتا، اتنا بڑا مقدس انسان ہوں اور جو رخصت سے فائدہ اٹھاتا ہے اس کا دل شکستہ ہوتا ہے کہ دیکھو بھی تعب ہے، تھکن ہے سفر میں ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا جو مرید تھا اس ظالم نے سفر میں بھی تہجد پڑھی اور گھر جا کر خط لکھا کہ میں آپ سے اپنی مریدی توڑتا ہوں کیونکہ آپ کو میں نے تہجد پڑھتے ہوئے نہیں پایا جبکہ مرید تہجد پڑھ رہا ہے تو مرید افضل ہوا شیخ سے۔ جب حضرت نے یہ واقعہ سنایا تو میرا قلب پاش پاش ہو گیا۔ کاش کہ اس جاہل کو عقل ہوتی کہ مولانا کا سونا تیری عبادت سے افضل تھا۔

## عالم کا سونا عبادت کیوں ہے؟

نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةُ عَالَمٍ کا سونا بھی عبادت ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عالم کا سونا عبادت کیوں ہے؟ ایک بڑھئی دروازہ بنا رہا ہے، اس کا اوزار گھس گیا، اس کے بعد اس نے پتھر پر آدھا گھنٹہ گھسا تو اس آدھے گھنٹے کی مزدوری دیتے ہو یا نہیں؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اتنی دیر تک تو تم نے اوزار تیز کیا لہذا اس آدھے گھنٹے کی مزدوری نہیں دوں گا؟ تو وہ کہے گا کہ آپ ہی کے کام میں تو اوزار گھسا ہے، آپ ہی کا تو دروازہ بنا رہا ہوں۔ تو جو علماء دین اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانے میں اپنے دماغ کو تھکا دیتے ہیں ان کا سونا بھی عبادت ہے تاکہ

تازہ دم ہو کر پھر اور دین پھیلائیں۔ ان میں بعض کے لیے تہجد جائز نہیں، اگر وہ تہجد پڑھ لیں اور دن بھر دین سیکھنے کے لیے مجمع آئے جیسے آپ لوگ آگئے اور میں کہوں کہ صاحب رات بھر عبادت اتنی زیادہ کی ہے کہ آپ کو پڑھانے کی اب تاب نہیں، آپ لوگ تشریف لے جائیے تو کیا اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوں گے؟ ایک بادشاہ اپنے بچوں کا استاد مقرر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو اچھی طرح سے پڑھانا، وہ آیا اور بادشاہ کے لڑکوں سے کہا کہ دیکھو آج معاف کرنا، رات بھر مجھے سجدہ میں بڑا مزہ آیا، رات بھر روتا رہا، ٹھیک سے پڑھایا نہیں سارا وقت جھپکی لیتا رہا اور چلا گیا تو جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ دے گا اُس کو انعام؟ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے کہ اس کے پیروں پر دباؤ تاکہ وہ سوتا رہے، اٹھنے نہ پائے، میرا بندہ دن بھر کا تھکا ہوا ہے تو وہ سویا ہوا بوجہ تقویٰ کے اللہ کو بعض تہجد پڑھنے والوں سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ سوچیے آپ کا ایک ہی بیٹا ہو اور تھکا ہوا ہو، سر میں درد ہو تو کیا آپ چاہیں گے کہ وہ رات کو بھی اٹھ کر باپ کی ٹانگ دبا لے یا آپ چاہیں گے کہ اس کے سر میں مالش کرو، اپنے نوکر سے کہیں گے کہ دیکھو ہمارا بیٹا آج تھکا ہوا ہے، ذرا اس کے سر پر بادام کا تیل لگاؤ، تاکہ اس کو خوب اچھی طرح نیند آئے۔ پس بعضوں کا سونا دوسروں کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔

تو یہ آج کا سبق ختم ہے، ان شاء اللہ یہ مزہ کل پھر چلے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلب میں یہ علوم محفوظ فرمائے۔ ایک تو خالی علم ہے، اور ایک علم کے ساتھ ساتھ کیفِ علم بھی ہے، کیفِ علم سب کو نہیں ملتا، خشک ملا خشک زاہد کو کیفِ علم نہیں ملتا، چنانچہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں نے بیت اللہ میں ایک دفعہ مثنوی کی شرح بیان کی تو حضرت نے فرمایا کہ تمہاری مثنوی کی شرح سے میرے سر میں جو درد تھا وہ سب چلا گیا، طبیعت منشرح ہو گئی، اور الہ آباد میں

نے تھوڑی سی روح المعانی کی تفسیر بیان کی تو حضرت نے فرمایا کہ روح المعانی دوسرے لوگ بھی بیان کرتے ہیں لیکن تم جب روح المعانی بیان کرتے ہو تو اس میں کچھ اور ہی مزہ آتا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ایک دفعہ ہردوئی میں مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کی موجودگی میں میرا بیان ہوا اور صدر مفتی دیوبند مفتی محمود حسن گنگوہی بھی موجود تھے اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، بڑے بڑے علماء آئے ہوئے تھے، حضرت ہردوئی نے فرمایا آج تم کو بیان کرنا ہے۔ تو میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے سامنے بیان کرنے میں تو مجھے ڈر لگ رہا ہے، آپ جائیے کمرے میں آرام کیجیے کیونکہ مفتی صاحب کا اتنا زبردست حافظہ ہے کہ پوری بخاری شریف جیسے ان کو زبانی یاد ہے، میں نے کہا عبارت میں کہیں غلطی ہو جائے گی تو بلا وجہ بدنامی ہوگی۔ تو حضرت نے فرمایا اچھا آپ مجھے اپنے بیان سے محروم کرنا چاہتے ہیں، میں ہرگز نہیں جاؤں گا، مجبوراً میں اللہ سے دعا کر کے بیٹھ گیا، جب میرا بیان ختم ہوا تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے، اور مجھ کو دیکھ کر سینے سے چمٹا لیا اور انہوں نے جو فرمایا کیا عرض کروں کہتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن بزرگوں کا حسن ظن ہے اس لیے عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ اختر کسی کو تو اللہ زبان دیتا ہے اور کسی کو دل تجھ کو اللہ نے دونوں عطا فرمائے ہیں، میں اپنے منہ سے تعریف سے پناہ چاہتا ہوں، لیکن کیا کروں اللہ تعالیٰ کے انعامات کو بھی نہ بیان کروں تو ناشکری معلوم ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک بندوں نے جو بشارت دی ہے اس کو آپ میری شامت اعمال سے نہ چھینئے، اس کو قائم رکھیے اور اس میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرتا ہوں اور قلب میں سب سے اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتا ہوں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں سے کم تر بلکہ کافروں سے اور جانوروں سے بھی کم تر سمجھ

کر میں نے اس کو پیش کیا کیونکہ جب تک خاتمہ ایمان پر نہ ہو جائے ہم کسی ایک کافر کو بھی اپنے آپ سے بدتر نہیں سمجھتے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کو تمام مسلمانوں سے کمتر سمجھتا ہوں فی الحال یعنی اس وقت تمام مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں اور ساری دنیا کے جانوروں کافروں سے خود کو کمتر سمجھتا ہوں فی المال یعنی انجام کے اعتبار سے، کیونکہ پتہ نہیں خاتمہ کیسا ہوگا، اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر وقت یہ غم رہتا ہے کہ اشرف علی کا پتہ نہیں قیامت کے دن کیا حال ہوگا، آہ! یہ غم مل جائے تو کیا کہنا۔

## شیخ سے استفادہ بیان پر موقوف نہیں

دوسری بات یہ کہ بعض لوگ اہل اللہ یا اہل اللہ کے غلاموں کی صحبت کے لیے بیان کو ضروری سمجھتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ بیان ہوگا یا نہیں۔ آہ نکل جاتی ہے کہ کیا ملاقات اور صحبت کے لیے بیان لازم ہے، کہیں صحبت کے معنی دکھلا دو کہ صحبت کے لیے بیان لازم ہے۔ اگر ایک شخص حالت ایمان میں نبی کو دیکھ لے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ بولیں تو صحابی ہوا یا نہیں؟ تو صحبت کے لیے بولنا ضروری نہیں، خاموشی سے بھی فائدہ ہوتا ہے، لیکن یہ پوچھنا کہ آج بیان ہوگا یا نہیں، معلوم ہوا لذت دیدار و لذت ملاقات سے یہ ظالم نا آشنا ہے، بولو بھائی کیا خالی ملاقات نعمت نہیں؟ آپ بتلائیے، یہ عاشق بیان ہے عاشق تقریر ہے یہ ظالم، عاشق مقرر ہوتا تو یہ نہ پوچھتا بلکہ کہتا کہ بھئی ملاقات ہو جائے گی یا نہیں بس ملاقات ہو جائے یہی کافی ہے۔

## شیخ سے والہانہ تعلق کی مثال

میں اپنے شیخ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت کرتے



تھے، تین بجے رات کو اٹھتے گیارہ بجے دن تک عبادت میں مشغول رہتے، دس دس پارے تلاوت کرتے تھے، مناجاتِ مقبولِ زبانی یاد تھی اور اس کی ساتوں منزل روزانہ پڑھتے تھے، قصیدہ بردہ زبانی یاد تھی، بارہ تسبیح اور تہجد کی ہر دو رکعت کے بعد سجدہ میں روتے تھے، یہ سب پندرہ سال تک میری آنکھوں کا دیکھا ہوا ہے، لیکن میں کبھی حضرت سے غائب نہیں ہوا، الحمد للہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت فارغ ہوئے ہوں اور مجھے نہ پایا ہو، میں حضرت کی جوتیاں لیے ایک جگہ بیٹھا رہتا، ایسی جگہ بیٹھتا تھا کہ حضرت کی نظر مجھ پر نہ پڑے، تاکہ ان کو احساس نہ ہو کہ میرے رازِ خلوت سے کوئی واقف ہو رہا ہے، تاکہ آزادی سے میرا شیخ اپنے اللہ کو خوب یاد کرے، کیونکہ دیکھنے سے عبادت مشکل ہو جاتی ہے، اس لیے کونے میں بیٹھتا تھا جب حضرت اٹھتے اور مسجد سے باہر آتے تو حضرت کے پاؤں میں جوتا پہنا دیتا۔ کبھی حضرت بارہ بجے رات تک جلسہ میں جاگے اس کے بعد تین گھنٹہ سوئے پھر اٹھ گئے اور میں حضرت کے پاؤں دباتا رہا، جوانی میں ایک گھنٹہ سونے کو ملا، ایک دن حضرت نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے ساتھ اس طرح رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے۔

ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت کی مسجد اور خانقاہ سے ذرا فاصلے پر ایک چھوٹا سا تالاب تھا، اس میں ہم لوگ کپڑے دھوتے تھے، میں حضرت کے کپڑے دھو رہا تھا کہ حضرت نے آواز دی حکیم اختر دل میں ایک علمِ عظیم وارد ہوا ہے جلدی نوٹ کرو، میں نے کہا حضرت میں حاضر ہوا اور جلدی سے اٹھ کر آیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے بہت محبت کرنے والا ہے لیکن غفور کو مقدم کیوں کیا؟ اپنے بندوں کو بتادیا کہ جانتے ہو تم کو ہم جلدی کیوں بخش دیتے ہیں؟ مارے محبت کے، غلبہٗ محبت کی وجہ سے جس کو حضرت نے پوربی زبان میں فرمایا ہم تم کو جلدی بخش دیتے ہیں،

جلدی معاف کر دیتے ہیں مارے میا کے۔ ہندوستان میں میا کہتے ہیں محبت کو۔ مارے میا کے، آہ کیا لفظ ہے، وجد آگیا، تو اس طریقے سے میں حضرت کے علوم نوٹ کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے دوست احباب دیے جو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں۔ دیکھو میر صاحب رات دن ساتھ میں ہیں، یہ اسٹیل مل میں آفیسر تھے، پر چیز آفیسر جہاں بڑی بالائی آمدنی ہوتی ہے یعنی حرام کی آمدنی کا امکان ہوتا ہے لیکن انہوں نے کبھی رشوت نہیں لی اور سفر میں حضر میں میرے ساتھ رہنے کے لیے نوکری بھی چھوڑ دی۔

## مجالس اہل اللہ کی اہمیت

یہ مجالس جو میں نے آپ کے ساتھ اس وقت کی ہے پوری امت کے اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ ان مجالس سے ہی دین پھیلا ہے۔ یہ مجالس ان مجالس کی نقل ہے۔ اب حقیقت کہاں سے لاؤ گے، اب نقل ہی کو غنیمت سمجھو ورنہ لو وہ بھی کہاں ملے گی، اب اولیاء سابقین کہاں ملیں گے، جو موجود ہیں ان کو غنیمت سمجھ لو، میرے شیخ فرماتے تھے گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است گندم اگر نہ ملے تو بھوسی کی روٹی کھا لو لیکن شیخ اپنے کو ایسا سمجھے طالبین نہ سمجھیں کہ میرا شیخ بھوسی ہے ورنہ مرید پھوسی ہو جائے گا، پھوسی کہتے ہیں بلی کو یعنی شیخ کو حقیر سمجھنے والا محروم ہو جائے گا۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ تو یہی سمجھے کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر مریدین سمجھیں کہ روئے زمین پر میرے لیے ان سے بہتر کوئی مربی نہیں۔ یہ عقیدہ لازم ہے ورنہ فائدہ نہیں ہوگا، اور مولانا گنگوہی نے اس کو سکھا دیا۔ مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ اگر ایک مجلس ہو اور اس میں ہمارے پیر حاجی امداد اللہ صاحب تشریف فرما ہوں اور اسی مجلس میں امام غزالی، جنید بغدادی، بابا فرید الدین عطار، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم ہوں تو میں کسی کی طرف رخ نہیں کروں گا،

اپنے حاجی صاحب کو دیکھتا رہوں گا، مرید کو یہ محبت ہونی چاہیے، آج کل تو ایسا ہے کہ اولیاء اللہ تو درکنار دنیا دار کو دیکھ کر شیخ کو بھول جاتے ہیں۔ ایک صاحب اپنے شیخ سے ملنے آئے تھے۔ اتنے میں ایک نواب صاحب آگئے تو شیخ صاحب کو بھول گئے بس نواب صاحب سے باتیں کر رہے ہیں، شیخ صاحب ہنسے اور مجھ سے کہا اس مخلص کو دیکھا؟ آیا تھا ہم سے ملنے اور ایک نواب آگیا تو اب نواب کی طرف منہ کیے ہوئے ہے ہماری طرف پیٹھ کیے ہوئے بیٹھا ہے۔ اگر شیخ سے صحیح عقیدت اور محبت ہے تو چاہے بادشاہ اور وزیر اعظم بھی آجائے تو اس کو خاطر میں بھی نہیں لائے گا کہ ہمارا بادشاہ تو ہمارا شیخ ہے۔ اللہ کا شکر ہے جب میرے شیخ پاکستان آتے ہیں تو میں اعلان کر دیتا ہوں کہ میرا بادشاہ میرا وزیر اعظم آ رہا ہے، سب کام بند کرو اور شیخ کے استقبال اور خدمت کی فکر کرو۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ کا راستہ بہت مشکل ہے مگر اے حکیم اختر سن لے کہ اگر سچا اللہ والا شیخ مل جائے تو اللہ کا راستہ صرف آسان نہیں ہوتا مزے دار ہو جاتا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ مولانا رومی کو شمس الدین تبریزی کی برکت سے ان کی محبت کے صدقے میں اتنا اونچا مقام نصیب ہوا کہ اگر وہ سینکڑوں سال تہجد پڑھتے تب بھی اس مقام پر نہ پہنچتے لہذا مولانا رومی کا عشق دیکھ لو، جہاں کہیں شیخ کا نام آتا ہے پورے صفحے کے صفحے شمس الدین تبریزی کی محبت میں کہہ جاتے ہیں۔ ایک ہی شعر کافی ہے ان کا ے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

لوگ مجھ کو مُلّا مُلّا کہتے تھے، آج شمس الدین تبریزی کی برکت سے مولائے روم بنا ہوا ہوں۔ جب حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مفسر قرآن شاہ ولی اللہ کے بیٹے، تفسیر موضح القرآن کے مصنف آٹھ گھنٹے عبادت کر کے مسجد فتح پوری سے

نکلے ایک کتے پر نظر پڑ گئی تو وہ کتا دلی میں جہاں جاتا تھا سب کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے جبکہ کتوں کا مزاج یہ ہے کہ اپنی برادری سے ان کو مناسبت نہیں، جب کوئی کتا آجائے تو اس کو دوڑا لیتے ہیں بھونکتے ہوئے دور بھگا دیتے ہیں، لیکن وہ شیخ الکلاب بن گیا، جہاں جا رہا ہے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ رہے ہیں تو حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ آہ جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہے گا۔

دیکھیے ابھی کھانا بھی نہیں کھانا لیکن اتنا مزہ آرہا ہے کہ میں کیا عرض کروں۔ آہ! سب کچھ بھول جاتا ہے اگر اللہ اپنی محبت کا صحیح مزہ دے دے تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا، اسی لیے جنت میں جب اللہ تعالیٰ اپنے کو دکھائیں گے، دیدار نصیب ہوگا تو کسی جنتی کو جنت یاد نہ رہے گی۔

کہاں خرد ہے کہاں ہے نظام کار اس کا  
یہ پوچھتی ہے تری نرگس خمار آلود  
وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے  
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

غنیمت سمجھ لو ان ملاقاتوں کو، بڑی مشکل سے آیا ہوں جبکہ امریکہ لے جانے کے لیے ایک آدمی کراچی آیا ہوا ہے۔ اب سفر کی تاب بھی نہیں کمزور بھی ہو گیا ہوں اس لیے مسجد نہیں جا پاتا، زیادہ سیڑھیوں پر چڑھنے سے دل پر اثر پڑ جاتا ہے اس لیے یہاں نماز پڑھ رہا ہوں اس لیے غنیمت سمجھ لو کہ اگلے سال آنا ہو یا نہ ہو۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو  
مبادا پھر یہ وقت آئے نہ آئے

بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرلو جو حضرات تشریف لائے اختر کو اور میرے سارے احباب کو اور جو عورتیں آئیں، اللہ اپنے کرم سے سب کو ولی اللہ بنادیں آمین کیونکہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف یہ ہے اے اللہ جو محدثین نے ہمیں بتائی کہ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کر دے، اور استعداد نہ دیکھے، اللہ! ہم سب نا اہل ہیں لیکن اپنی نا اہلیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے کریم ہونے کے صدقے میں درخواست کرتے ہیں کہ اولیاء صدیقین کی جو سب سے آخری سرحد ہے جہاں ان کی منتہا ہوتی ہے ہم سب کو ہماری اولاد کو ہمارے احباب کو ہمارے گھر والوں کو سب کو اے اللہ اس مقام تک پہنچا دے۔ اور ان مجلسوں کو اور ری یونین کی میری حاضری کو قبول فرما اور میرے پاس جو لوگ تشریف لارہے ہیں اللہ ان کو بھی قبول فرما، اور ہم سب کو اپنی محبت کا وہ اونچا مقام دے یا اللہ جو تو اپنے اولیاء صدیقین کو نصیب فرماتا ہے اور جس کو جو روحانی بیماری ہے کسی کو بد نظری ہو کسی کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو کسی کو غصہ کی بیماری ہو اللہ ہم سب کی تمام روحانی بیماریوں کو اور جسمانی بیماریوں کو شفاً عاجل کامل مستمر نصیب فرمائے اور سکونِ قلب عطا فرمائے۔ اے اللہ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھا، اور یہ دعا ہمارے لیے اور ہمارے گھر والوں کے لیے اور سارے عالم کے مومنین اور مومنات مسلمین اور مسلمات کے لیے قبول فرما، آمین۔

